قلب کی اصلاح: اہمیت وضرورت

محمد مقصود عالم رشادی

ترجمان القرآن: جولائی 2013ء

یوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حدیث اہم، قیمتی اور انسانوں کے لیے بالخصوص مومنوں کے لیے آب حیات کی حیثیت رکھتی ہے لیکن بعض حدیثیں ایسی بھی ہیں جو بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہیں۔ بالخصوص تین حدیثیں جن کے بارے میں علماے کرام نے فرمایا ہے کہ اسلام کی تمام تر تعلیمات ان میں داخل ہیں۔ گویا دین اسلام کا مدار ان تین حدیثوں پر ہے۔ان میں پہلی حدیث یہ ہے: ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! انسانی جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے۔ اگر وہ درست ہو تو سارا جسم درست رہتا ہے اور اگر وہ بگڑ گیا تو سارا جسم بگڑ ہو جائے گا۔ جان لو کہ یہ قلب ہے‘‘ (بخاری، مسلم)۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ اعمال کی قبولیت کا دارو مدار اخلاصِ نیت پر ہے۔ تیسری حدیث یوں ہے کہ مومن کے اسلام کے حسن کی خوبی یہ ہے کہ وہ بے کار اور فضول باتوں سے اور بے کار کاموں سے اپنے آپ کو بچائے رکھے۔

یہ تینوں حدیثیں اپنے اندر جامعیت رکھتی ہیں۔ ان میں پہلی حدیث اس وقت موضوعِ تحریر ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح قلب کی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ اس حدیث کے راوی حضرت نعمان بن بشیرؓ ہیں۔ یہ انصاری صحابی ہیں۔ نبی اکرمؐ کے مدینہ منورہ رونق افروز ہونے کے بعد سب سے پہلے بچے ہیں جو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ یہ اور ان کے والدین دونوں ہی صحابی ہیں۔ کوفہ جو عراق میں واقع ہے، وہاں رہتے تھے اور ملک شام کے ایک شہر حمص کے گورنر بنائے گئے، اور سب سے اہم بات یہ کہ مذکورہ حدیث انھوں نے آٹھ سال کی عمر میں رسولؐ اللہ سے سماعت فرمائی اور جب بالغ ہوئے تو ممبر پر بیان کی جس کو صحابہ کرامؓ نے قبول فرمالیا ۔

قلب کی اہمیت

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دل اگرچہ چھوٹا سا گوشت کا لوتھڑا ہے لیکن پورے قالب، یعنی جسم کی اصلاح اس قلب کی اصلاح پر موقوف ہے۔ اس لیے کہ قلب جسم کا بادشاہ ہے، جب بادشاہ صحیح ہوگا تو ساری رعایا بھی صحیح ہوگی۔ قلب کے ٹھیک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب قلب نورِ ایمان سے منور ہو جائے اور اس میں نورِ عرفان اور نورِ ایقان آجائے تو سمجھ لو کہ قلب کی اصلاح ہو گئی اور جسم کے تمام اعضا سے بھی اعمالِ صالحہ، اخلاقِ حمیدہ اور احوالِ جمیلہ ظاہر ہوں گے، لیکن جب قلب کفر و شرک کی ظلمتوں، شکوک و شبہات اور نفاق کی برائیوں سے خراب ہو جائے گا تو پھر جسم کے اعضا سے بھی برے اعمال ہی صادر ہوں گے۔ چنانچہ ہر شخص پر یہ لازم ہے کہ اپنے قلب کی نگرانی کرے اور اس کو خواہشات نفسانی میں مشغول و مصروف ہونے سے روکے رکھے۔ اس حدیث کی شرح میں حضرت ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ نہایت اہم امور میں سے ہے کہ قلب کی اصلاح اور نگرانی ہو، ورنہ یہ کبھی بھی بدل سکتا ہے۔ قلب کے معنی ہی بدلنے کے ہیں۔ دل کو عربی میں قلب اس لیے کہ کہتے ہیں کہ وہ ہر وقت بدلتا رہتا ہے، چنانچہ ہر وقت نگرانی کی ضرورت ہے کہ یہ قلب حق سے باطل کی طرف نہ پھر جائے یا اچھائی سے برائی کی طرف رُخ نہ پھیر لے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اُم سلمہؓ روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر دعا مانگا کرتے تھے: ”اے اللہ ہمارے قلوب کو اپنے دین حق پر ہمیشہ ثابت قدم رکھ“ (بخاری)۔ اگر قالب سے گناہ سرزد ہو جائے تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ قلب میں فساد ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے تذکرے میں ایک جگہ ارشاد فرمایا: ”اے میرے رب، مجھے اس دن رسوا نہ کر، جب کہ سب لوگ زندہ کر کے اُٹھائے جائیں گے، جب کہ نہ مال کوئی فائدہ دے گا نہ اولاد، بجز اس کے کہ کوئی شخص قلبِ سلیم لیے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہو“ (الشعراء ۲۶:۸۷-۸۹)۔ یہ بہت اہم بات ہے کہ جس انسان کا قلب 'قلب سلیم' ہوگا وہ نجات پائے گا۔ قلب جب صالح ہو جاتا ہے، اس کو قلب سلیم کہا جاتا ہے۔ علامہ آلوسیؒ نے روح المعانی میں قلبِ سلیم کے پانچ پہلو بیان کیے ہیں۔ پہلا یہ کہ وہ قلب جو غلط قسم کے عقیدوں، کفر و شرک، نفاق و بدعت سے خالی ہو۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ قلب سلیم وہ ہے جو اپنی اولاد کو حق کی رُشد و ہدایت کی طرف راہ بتاتا ہے، چوتھی تفسیر یہ کہ قلب سلیم وہ قلب ہے جس میں ایسی شہوت اور خواہشاتِ نفس نہ ہوں جو جہنم کی طرف لے جانے والی ہوں۔ حضرت سفیان کی طرف سے پانچویں تفسیر یوں ہے کہ قلب سلیم وہ قلب ہے جس میں اللہ کے علاوہ کوئی اور نہ ہو۔ اس حدیث سے اصلاحِ قلب کی اہمیت پر روشنی پڑتی ہے۔ جس طرح بدن بیمار ہوتا ہے اور اس کے لیے علاج کی ضرورت پڑتی ہے، اسی طرح قلب بھی بیمار ہو جاتا ہے اور اس کا علاج کروانے اور اصلاح کی ضرورت پڑتی ہے ۔

دل اور قرآن مجید

دل کی بیماریاں کیا ہیں اور ان کا علاج کیسے ہو؟ اس سے قبل یہ جان لیجیے کہ دل کی اہمیت اتنی ہے کہ اللہ رب العالمین نے قرآن مجید میں اس کا بارہا تذکرہ فرمایا ہے۔ اس کی اہمیت اور اس کو وسوسوں اور بے کار خیالات سے بچانے اور اس کی اصلاح کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔ قلب کی مختلف کیفیتوں اور حالتوں کے اعتبار سے ۱۵ مقامات پر تذکرہ فرمایا ہے، جن سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ انسانی قلب کی کیفیات اور اس میں پیدا ہونے والے حالات کی اصلاح کیسے کرنی چاہیے۔

سخت دل

سورۂ بقرہ میں فرمایا گیا: ''آخر کار تمھارے دل سخت ہو گئے، پتھروں کی طرح سخت بلکہ سختی میں کچھ ان سے بھی بڑھے ہوئے، کیونکہ پتھروں میں سے تو کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جس میں سے چشمے پھوٹ بہتے ہیں، کوئی پھٹتا ہے اور اس میں سے پانی نکل آتا ہے، اور کوئی خدا کے خوف سے لرز کر گر بھی پڑتا ہے۔ اللہ تمھارے کرتوتوں سے بے خبر نہیں ہے'' (البقرہ ۷۴:۲)۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی آدم کے قلوب اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔ وہ ان کو جیسے چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔ پھر اس کے بعد رسولؐ اللہ نے یہ دعا فرمائی: ''اے دلوں کے پھیرنے والے اللہ ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے''۔ (مسلم)

انسانی قلب زمین کے مانند ہیں۔ انسان اگر ایک عرصے تک زمین پر محنت نہ کرے، کاشت نہ کرے تو وہ سخت اور بنجر ہو جاتی ہے اور اس زمین سے پیداوار بھی متاثر ہو جاتی ہے۔ اسی طرح انسان جب دل پر محنت کرنا چھوڑ دیتا ہے تو وہ رفتہ رفتہ سخت ہوتا چلا جاتا ہے اور جب انسان کا دل گناہوں کے سبب سخت ہو جاتا ہے، اس میں خوفِ خدا نہیں ہوتا، تو پتھر بھی دل کی اس سختی سے شرما جاتے ہیں۔ دل

انسان کے پاس بڑا سرمایہ ہے۔اس پر محنت کر کے اس کا تزکیہ کرلے تو کامیاب، ورنہ آخرت کے اعتبار سے اسے ناکارہ اور ناکام انسان کہا جائے گا۔

زنگ آلود دل

گناہوں اور بدکاریوں کی وجہ سے انسانی دل زنگ آلود ہو جاتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حق بات اس کی سمجھ میں نہیں آتی۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ''دراصل ان لوگوں کے دلوں پر ان کے بُرے اعمال کا زنگ لگ گیا ہے''۔(المطففین ۸۳:۱۴)۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر اگر وہ توبہ کرلیتا ہے، ڈر جاتا ہے، استغفار کرلیتا ہے تو دل کا وہ سیاہ دھبہ مٹ جاتا ہے لیکن بجائے توبہ کے اور گناہ کرتا ہے تو وہ نقطہ اور بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے''(ترمذی)۔یہی ہے وہ رَانَ جس کا تذکرہ مذکورہ آیت میں فرمایا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ کے بیان کرنے سے ہی معلوم ہو سکتا ہے، اس لیے کہ دل ہماری نگاہوں کے سامنے نہیں ہے۔ہم اس دھبے کو نہیں دیکھ سکتے۔اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دھبے کو دھونے اور دل کو صاف کرنے کا طریقہ بیان فرمادیا ہے، چنانچہ بندگان مومن کو چاہیے کہ نافرمانی یا گناہ کرنے کے بعد فوراً رجوع الی اللہ اور انابت الی اللہ کا ثبوت دیں، توبہ واستغفار کے ذریعے دل کو برباد ہونے سے بچالیں، بصورتِ دیگر دل کی بربادی ایمان کی بربادی کے مترادف ہے اور ایمان کی بربادی دائمی نقصان وخسران کا سبب بن سکتی ہے۔اعاذنا اللہ منہ ۔

گنہگار دل

قرآن مجید میں ہے کہ ''جو شہادت چھپاتا ہے، اس کا دل گناہ میں آلودہ ہوتا ہے اور اللہ تمھارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے ''(البقرہ ۲:۲۸۳)۔اس آیت میں صاف طور سے بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کی فرماں برداری سے انحراف دل کو گنہگار بنادیتا ہے۔ گنہگار

دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اُلفت نہیں آتی، بلکہ نافرمانی اور شہوات کی محبت ہی جگہ پکڑتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں ہی فرمایا ہے کہ دل نیک ہو تو سارا جسم نیک ہوتا ہے، اور یہ گنہگار ہو جائے تو دل مسخ ہو جاتا ہے ۔

ٹیڑھا دل

ٹیڑھے دل کا بھی قرآن مجید میں تذکرہ ہے۔ فرمایا: ''جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے، وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ تشابہات ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کو معنی پہنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں، حالانکہ ان کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا'' (آل عمران ۳:۷)۔ اللہ تعالیٰ دل کے اس ٹیڑھ پن سے حفاظت فرمانے والی ہے۔ اس لیے کہ اللہ پاک نے قرآن مجید میں دعا سکھائی ہے: ''اے ہمارے پروردگار، جب کہ تو ہمیں سیدھے راستے پر لگا چکا ہے پھر کہیں ہمارے دلوں کو کجی میں مبتلا نہ فرما، اپنے خزانۂ فیض سے رحمت عطا فرما کہ تو ہی فیاض حقیقی ہے''۔ یہ دعا جس میں دل کی سلامتی کی دعا مانگنا خود قرآن کریم نے سکھایا ہے، اس کی تفسیر میں علما نے لکھا ہے کہ اس میں دو چیزیں مانگی گئی ہیں، دین وایمان پر استقامت اور دوسری چیز حسن خاتمہ۔ یہ دونوں نعمتیں اس دعا میں شامل ہیں۔ ربنا لاتزغ قلوبنا، میں دین وایمان پر استقامت کا مانگنا سکھایا اور وھب لنا من لدنک رحمۃ، میں حسن خاتمہ یا خاتمہ بالخیر۔ جو اس کو مانگے گا وہ دل کے ٹیڑھ پن سے بھی محفوظ رہے گا اور آخری گھڑیوں میں بھی اللہ تعالیٰ دستگیری فرمائیں گے اور حسن خاتمہ نصیب ہو گا۔ وہ لوگ دانش مند ہیں جو اپنے دل کی حفاظت کے لیے یہ دعا ہمیشہ استحضار کے ساتھ مانگتے ہیں۔ زندگی کے کسی بھی لمحے میں یہ دعا قبول ہو جائے تو بیڑا پار لگ جائے گا ۔

غور و فکر نہ کرنے والے دل

کچھ دل ایسے بھی ہوتے ہیں جو غافل اور کبھی غور وفکر نہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہ بھی ناکام ہیں۔اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے: ''اور یہ حقیقت ہے کہ بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں جن کو ہم نے جہنم ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں۔ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں۔ان کے پاس کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں۔ وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے، یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے ہیں'' (اعراف ۱۷۹:۷)۔ گویا ان کے پاس دل، آنکھ، کان سب ہیں لیکن اللہ کی آیتوں پر غور وفکر نہیں کرتے، یہ جانوروں سے بد تر ہیں۔ یہ انسان ہو کر جانوروں کی طرح زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو ظاہر ہے کہ ان سے بہتر جانور ہیں کہ وہ اپنے اعضا سے اتنا فائدہ ضرور حاصل کر لیتے ہیں جو قدرت نے ان کے لیے مقرر کر دیا ہے، زیادہ کی ان میں استعداد نہیں ہے، لیکن ان لوگوں میں روحانی وعرفانی ترقیات کی جو فطری قوت واستعداد ودیعت کی گئی ہے، اسے غفلت اور بے راہ روی سے خود اپنے ہاتھوں ضائع ومعطل کر دیتے ہیں (تفسیر عثمانی)۔ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْغٰفِلُوْنَ کے الفاظ سے اسی غفلت کی طرف اشارہ ہے کہ غفلت بے حد خطرناک ہے۔اس کا اثر انسانی قلب پر پڑتا ہے، اور دل اس قابل نہیں رہ جاتا کہ اس میں کوئی حق بات اثر کرے یا اللہ تعالیٰ کی طرف انابت ورجوع کی کیفیت اس میں آئے جس کو قرآن مجید میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب پر مہر لگادی اور ان کانوں پر بھی اور ان کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ اور آخر آیت میں اس کی سزا بھی بیان فرمادی ہے کہ وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ انھیں عذاب الیم ہوگا۔

لرزنے والا دل

کچھ دل ایسے ہوتے ہیں جو اللہ کا نام سن کر لرز جاتے ہیں اور قرآن کریم کی آیت کو سنتے ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔ یہ قابل تعریف دل ہیں۔ان کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرمایا: ''سچے اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر اعتماد رکھتے ہیں'' (الانفال ۸:۲)۔ قرآنی آیات کا اور اللہ پاک کے نام کو سن کر اثر لینا راست طور پر انسانی قلب سے ہے۔ لہٰذا قرآن کریم سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے اس دل کا صحیح ہونا لازم ہے جس کے لیے ہمیشہ اس کی اصلاح کی فکر کرنے کی ضرورت ہے ۔

مہر لگے ہوئے دل

قرآن مجید میں کچھ دلوں کا تذکرہ یہ بھی ہے کہ ان دلوں پر مہر لگ چکی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں بلکہ خود ان دل والوں کے غلط اعمال کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ فرمایا: ’’اس طرح ہم حد سے گزر جانے والوں کے دلوں پر ٹھپّہ لگا دیتے ہیں‘‘ (یونس ۷۴:۱۰)۔ یہاں مہر لگنے کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے، یعنی نافرمانی میں حد سے گزرنا اور کفر و شرک میں بڑھتے چلے جانا۔ یہ سب مہر لگنے کا ذکر ہے۔ دلوں پر مہر کیسے لگتی ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک داغ لگا دیا جاتا ہے۔ پھر گناہ کرتا ہے تو پھر ایک داغ لگا دیا جاتا ہے۔ اس طرح داغ لگتے رہتے ہیں تو ایک وقت ایسا آتا ہے کہ دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ اس پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ پھر یہ انسان کبھی نیکی اور حق کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ وہ صلاحیت بالکل ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔

مطمئن دل

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے: ’’ خبردار رہو! اللہ کی یاد ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوا کرتا ہے‘‘ (الرعد ۲۸:۱۳)۔ گویا دولت، حکومت، منصب، جاگیر یا انسانی ہوس، کوئی ایسی شے نہیں ہے جس سے انسان کے دل کو اطمینان مل سکے۔ اگر سکونِ قلب جیسی دولت و نعمت حاصل ہو سکتی ہے تو وہ صرف اللہ کی یاد اور اس کی عبادت و اطاعت سے ہی ہو سکتی ہے۔ ایسے دل کو مطمئن دل کہتے ہیں، جو ایک سچے مومن کو حاصل ہوتا ہے ۔

اندھے دل

اللہ پاک فرماتے ہیں کہ کچھ دل اندھے ہوتے ہیں، چنانچہ فرمایا: کیا یہ لوگ زمین پر چلے پھرے نہیں ہیں کہ ان کے دل سمجھنے والے یا ان کے کان سننے والے ہوتے۔ حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ گویا آنکھوں نے دیکھا اور دل نے غور نہ کیا تو وہ نہ دیکھنے کے برابر ہے، باوجودیکہ ظاہری آنکھیں کھلی ہوئی ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ اندھا پن سب سے زیادہ خطرناک وہی ہے جو دل کا اندھا پن ہے۔ العیاذ باللہ۔

دل کا اندھا پن جتنا گہرا ہوتا جاتا ہے اتنا ہی اس شخص پر بڑے بڑے گناہ ہلکے معلوم ہوتے ہیں، یہاں تک کہ کفر و شرک جیسے گناہ بھی معمولی معلوم پڑتے ہیں۔ ایک قوم ایسی گزری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پوری قوم کے بارے میں فرمایا: وہ پوری قوم اندھی تھی۔ مطلب یہ نہیں کہ ظاہری آنکھیں اندھی تھیں یا نابینا تھے۔ نہیں، بلکہ دل کے اندھے تھے کہ اپنے نبی کے مقام کو نہ پہچانا اور ایمان قبول نہ کیا۔ یہ اندھا پن ہے۔ ایک جگہ ارشاد ربانی ہے: "اور جو اس دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا"۔ مطلب یہ ہے کہ جو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے چشم پوشی کرتا رہا، نظر انداز کرتا رہا، اور اس کے حکموں سے اندھا بنا رہا، اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کی بینائی چھین لیں گے۔ "اور جو میرے 'ذکر' (درسِ نصیحت) سے منہ موڑے گا اس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اُٹھائیں گے۔ وہ کہے گا: "پروردگار، دنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا، یہاں مجھے اندھا کیوں اُٹھایا؟" اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "ہاں، اسی طرح تو ہماری آیات کو، جب کہ وہ تیرے پاس آئیں تھیں، تُو نے بھلا دیا تھا۔ اُسی طرح آج تو بھلایا جا رہا ہے"۔ (طٰہٰ ۲۰:۱۲۶-۱۲۳)

سلامتی والے دل

قرآن مجید میں قلب سلیم سے مراد اچھا بھلا چنگا دل ہے جو کفر و نفاق اور فاسد عقیدوں سے پاک ہو وہی قیامت میں کام آئے گا، اور نجات نصیب ہوگی۔ قلب سلیم سے مراد شرک و شک اور نفاق سے پاک دل ہے۔ گناہ تو ہر کسی سے ہوتے ہیں اور اس کی توبہ سے وہ پاک ہو جاتے ہیں۔

ایمان سے محروم دل

سورۂ زمر میں آیت نمبر ۴۵ میں ہے کہ: ”جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں اور جب اس کے سوا دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو یکایک وہ خوشی سے کھل اٹھتے ہیں“۔ یہ بے ایمانوں کا دل ہے جنھیں اللہ کے نام سے چڑ ہے یا پسند نہیں کرتے لیکن اللہ کے علاوہ کسی اور کا تذکرہ ہو تو یہ ان کے لیے باعث مسرت ہوتا ہے۔ اس دل میں کوئی خیر نہیں۔

تکبر والا دل

ایک دل وہ بھی ہے جس میں تکبر اور غرور کی بیماری بھری ہوئی ہوتی ہے۔ چنانچہ فرمایا: ”اللہ ہر متکبر و جبار کے دل پر ٹھپّہ لگا دیتا ہے“۔ (المومن ۳۵:۴۰)۔ تکبر بہت ہی بڑی برائی ہے، جس دل میں تکبر جڑ پکڑ لے اس دل کا خدا ہی محافظ ہے۔ آدمی کو ہمیشہ متواضع رہنا چاہیے۔ یہ اچھے انسان اور مومن کی علامت ہے۔ بڑائی تو اللہ کے لیے ہے۔ فرمایا: بڑائی میری چادر ہے، جو تکبر کرے گا گویا وہ میری چادر کھینچنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ایسے کے ساتھ کیا سلوک ہوگا، وہ سمجھنا آسان ہے۔ صوفیاے کرام اور اولیا اللہ اپنے سروں کو سب سے پہلے اللہ کے آگے جھکاتے ہیں اور دل کی اس بیماری کا علاج کرتے ہیں۔ کوئی علم والا علم کی وجہ سے، یا کوئی مال والا مال کی وجہ سے، یا کوئی بھی شخص اپنی کسی خوبی کی بنا پر بڑائی نہ کرے۔ اس لیے کہ ہر قسم کی خوبی کسی کی ذاتی نہیں بلکہ اللہ کی دین ہے، تو اس پر تکبر کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اپنے دل کی حفاظت کرنا چاہیے کہ اس میں کب تکبر آجائے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ہر موقع کے لیے دعا سکھائی ہے کہ کسی بھی وقت اللہ کو نہ بھلائے اور نعمت اس کی طرف سے سمجھے اور شکر و امتنان کے جذبات قلب میں پیدا کرے تو یہ قلب متواضع ہوگا۔ قلب متکبر اللہ کو پسند نہیں، اس لیے آیت مذکور میں فرمایا کہ متکبر دل پر اللہ تعالیٰ مہر لگا دیتے ہیں کہ وہ کوئی حق بات کو سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے، اللہ بچائے رکھے۔

ایمان والے دل

کیا ایمان لانے والوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں اور اس کے نازل کردہ حق کے آگے ’’ جھکیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنھیں پہلے کتاب دی گئی تھی، پھر ایک لمبی مدت ان پر گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور آج ان میں سے اکثر فاسق بنے ہوئے ہیں؟‘‘ (الحدید ۵۷:۱۶)۔ یہی وہ آیت تھی جسے سن کر حضرت فضیل بن عیاضؒ نے توبہ کی تھی اور بہت بڑے اللہ والے بن گئے۔ انسان جب توبہ کرتا ہے تو دل کی سیاہی دُور ہو جاتی ہے، دل کی ظلمت دور ہو جاتی ہے اور دل کی سختی ختم ہو جاتی ہے۔ توبہ واستغفار سے دل دُھل جاتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیمؑ کو وحی کی گئی کہ اپنے دل کو دھولیا کرو، آپ کہنے لگے: اے اللہ! پانی تو وہاں پہنچتا ہی نہیں میں اس کو کیسے دھوؤں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ دل پانی سے نہیں، یہ تو میرے سامنے رونے سے دُھلتا ہے، یعنی تو اگر میرے سامنے عاجزی اور آہ وزاری کرے گا تو ان آنسوؤں کے گرنے سے تیرے دل کو صاف کر دیا جائے گا۔ دل اس طرح دھلتا ہے۔

قرآن مجید صاحبِ قلب کے لیے نصیحت ہے: ’’بے شک اس سورہ یا قرآن مجید میں نصیحت ہے اس شخص کے لیے جس کا قلب ہو یا وہ کان لگا کر پوری حاضر دماغی کے ساتھ سن رہا ہو‘‘۔ اس لیے علما نے لکھا ہے جتنے احکام انھیں ملے ہیں، ان کا مخاطب قلب ہی ہے اور دل ایمان کی جگہ ہے اور ہاتھ اور پیر اسلام کی جگہ ہیں۔ ایمان چھپی ہوئی شے ہے، جو دل میں رہتا ہے۔ اس لیے حدیث میں فرمایا گیا کہ ایمان چھپی ہوئی شے ہے جس کو دل لیے ہوئے ہے اور اسلام کھلی ہوئی شے ہے جو ہاتھ پاؤں سے ظاہر ہوتی ہے، تو سب جگہ قلب ہی مخاطب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی قیمت لگا دی ہے۔ انسان کے نفس کو اور مال کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے۔ نفس کی قیمت جنت لگا دی لیکن دل کی قیمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے، لہٰذا جو انسان اپنا دل اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اپنا دیدار عطا فرمائیں گے۔ چنانچہ فرمایا: ’’اُس روز کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے‘‘ (القیامۃ ۷۵:۲۲-۲۳)۔ یہ کیسے خوش نصیب لوگ ہوں گے کہ جو قیامت کے دن اچھے حال میں کھڑے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے جنت کو بنایا تو اس کی کنجی رضوان کے ہاتھ دے دی، اور جہنم بنایا تو اس کی کنجی اللہ تعالیٰ نے جہنم کے داروغہ کو دے دی، اور اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو اپنا گھر بنایا اور اس کی کنجی بنی شیبہ نامی خاندان کو دے دی کہ قیامت تک ان کے پاس رہے گی، کسی اور کے پاس نہیں جا سکتی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کا دل بنایا مگر اس کی کنجی اپنے دستِ قدرت میں رکھی، وہی دلوں کو پھیرنے والا ہے، وہ جسے چاہتا ہے اُلٹ پھیر کر دیتا ہے۔ گویا ہمارے دل کا تالا اگر کھل سکتا ہے تو اللہ رب العزت کی رحمت کے ساتھ کھل سکتا ہے، لہٰذا

ہمیں چاہیے کہ اللہ رب العزت کے حضور دعائیں کریں، اللہ تعالیٰ سے طلب کریں اور فریاد کریں کہ رب کریم جب ہمارے دلوں کا معاملہ آپ کی دو انگلیوں کے درمیان میں ہے تو دل کے تالے کو خیر کے لیے کھول دے تا کہ ہم بھی آپ کی محبت بھری زندگی کو اختیار کر سکیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور دعا کریں، یامقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک، ’’ اے دلوں کے پلٹنے والے ہمارے دلوں کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ ‘‘۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں کہ جس پر نصیحت اثر نہ کرے وہ جان لے کہ اس کا دل ایمان سے خالی ہے۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ دل کو روشن کرنا ہو تو غیر ضروری باتوں سے پرہیز کرو۔ بزرگوں نے لکھا ہے کہ اللہ پاک کے ناموں میں ایک نام ’ النور ‘ ہے، اس کا ذکر کثرت سے کرنے سے قلب کو نور حاصل ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قلبِ سلیم سے نوازے، آمین !